سوال

(117)بحالت وضو اپنی ماں یا بہن کو ہاتھ لگانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر مرد نے بحالت وضو اپنی ماں یا بہن کو ہاتھ لگایا تو کیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے خواہ وہ اس کی بیوی ہو یا کوئی اور، اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے، اور اس مسئلے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

(1) مطلقاً کسی بھی عورت کو ہاتھ لگا دے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(2) مطلقاً کسی بھی عورت کو ہاتھ لگا دے تو وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

(3) اس میں تفصیل ہے کہ اگر تلذذ اور صنفی جذبات کے تحت ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں۔

اور ان اقوال میں سے دوسرا ہی راجح ہے کہ مطلقاً نہیں ٹوٹتا ہے۔ کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات اپنی کسی زوجہ کا بوسہ لیا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب الوضوء من القبلة، حديث: 178، 179 ضعيف۔ سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب ترک الوضوء من القبلة، حديث: 86 و سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارة، باب الوضوء من القبلة، حديث: 502۔) اور اصولی قاعدہ ہے کہ طہارت قائم اور باقی رہتی ہے، یہ کسی واضح دلیل کے تحت ہی زائل ہو سکتی ہے۔ اور عورتوں کا لمس ایسا معاملہ ہے جو لوگوں کو گھروں کے اندر اکثر و بیشتر آتا رہتا ہے۔ اگر عورت کا لمس وضو کو توڑنے کا باعث ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غافل نہ رہتے بلکہ یقیناً وضاحت سے بیان فرماتے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "بلاغ مبین" سے موصوف ہیں یعنی خوب وضاحت سے بیان فرمانے والے ہیں۔

رہا آیت کریمہ کا مفہوم جو سورة النساء اور المائدہ میں آئی ہے: أَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ '' یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو۔'' تو اس سے مراد مباشرت کا عملی ارتکاب ہے جیسے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت نے کہا ہے۔

اور اس مفہوم کے الفاظ ''لمس'' اور ''ملامسہ'' سب کا ایک ہی مفہوم ہے یعنی جماع (مباشرت فعلی)۔ ہاں اگر ہاتھ لگانے سے کوئی مذی وغیرہ نکل آئے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا اور اس پر واجب ہو گا کہ اپنی شرمگاہ اور خصیتین دھوئے اور نماز کے لیے وضو کرے۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا]

صفحہ نمبر 160

محدث فتویٰ